TQ Lesson 198 Surah Namal Ayat 45-59 tafseer2

تو عبرت کون حاصل کرتا ہے؟ جو علم رکھتا ہے علم رکھنے والے ہی اللہ سے ڈرتے ہیں اور علم رکھنے والے ہی ہوتے ہیں جن کے رویے میں تبدیلی آتی ہے علم رکھنے والے ہی متقی بنتے ہیں پھر اللہ رب العزت فرماتے ہیں

آیت نمبر 53. وَأَنجَيْنَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَكَانُوا۟ يَتَّقُونَ

ترجمہ۔ اور بچا لیا ہم نے اُن لوگوں کو جو ایمان لائے تھے اور نافرمانی سے پرہیز کرتے تھے

اور ہم نے نجات دے دی اور وہ نافرمانی سے پرہیز کرتے تھے تو یہاں پر اللہ تعالیٰ بتا رہے ہیں کہ وہ کون سے لوگ ہوتے ہیں جو میرے عذاب سے بچ سکتے ہیں وہ کون سی صفات ہیں جس کی وجہ سے لوگ نجات پاتے ہیں تو یہاں پر اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا ذکر کر رہے ہیں کہ قوم صالح علیہ السلام میں سے کون سے لوگ بچ گئے تھے **ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَكَانُوا۟ يَتَّقُونَ** ایمان لانے والے تقویٰ رکھنے والے اللہ تعالیٰ نے ان کو تو بچا لیا اور باقیوں کو تباہ و برباد کر دیا اور بالکل ہی ختم کر کے رکھ دیا اور یہ لوگ کیسے تھے **ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟** ایمان شرط ہے اللہ کے عذاب سے بچنے کی دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور دوسری چیز کیا تھی **وَكَانُوا۟ يَتَّقُونَ** تَقْوَى اللہ کے عدل و انتقام سے ڈرنا اگر اللہ انتقام لینے پر آ جائے اگر اللہ عدل کرنے پر آ جائے پھر کوئی اس سے بچ نہیں سکتا پھر کوئی اپنے آپ کو بچا نہیں سکتا تو یہاں پر عبرت کا پیغام دیا جارہا ہے اور عبرت کا پیغام کیا ہے؟ مطلب یہ ہے ایک طرف اہل مکہ سے کہا جارہا ہے کہ اپنے ہمسائے میں کھنڈر دیکھ کر عبرت حاصل کرو۔ دنیا میں قوموں کے عروج و زوال کا جو قانون ہے اس سے عبرت حاصل کرنی چاہئے جس قوم نے بھی رسول کو دکھ دیا اللہ اور اللہ کے رسول کو جھٹلایا تو اس قوم کا کیا انجام ہوتا ہے وہ تباہ و برباد ہو کر رہتی ہے تو یہ ہے اصل بات کہ اللہ تعالی جب کہتا ہے کہ میں عذاب بھیجوں گا انکار کرنے کے نتیجے میں تو عذاب بھیج کر رہتا ہے تو اہل مکہ کو بھی ڈرنے کے لئے کہا جارہا ہے اور ہم سب کو بھی کہ ہم ڈریں اور کیا کریں ایمان اور تقویٰ وہ إِجَازَة ہے اور وہ چیز ہے جس کی وجہ سے اللہ کی ناراضگی سے بچا جا سکتا ہے اب پھر ذکر ہوتا ہے

آیت نمبر 54. وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِۦٓ أَتَأْتُونَ ٱلْفَٰحِشَةَ وَأَنتُمْ تُبْصِرُونَ

ترجمہ۔ اور حضرت لوط علیہ السلام کو ہم نے بھیجا یاد کرو وہ وقت جب اس نے اپنی قوم سے کہا "کیا تم آنکھوں دیکھتے بدکاری کرتے ہو؟

حضرت لوط علیہ السلام کون تھے؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے تھے اور حضرت لوط علیہ السلام کو اللہ تعالی نے کیوں بھیجا اس لئے کہ ان کی قوم برائیوں میں بڑی نمایاں تھی اور خاص طور پر ان کی قوم نے وہ برائی کی ہے جو دنیا کی قوموں میں سے کسی نے نہیں کی اللہ رب العزت کہتے ہیں اور حضرت لوط علیہ السلام کو ہم نے بھیجا کہاں بھیجا؟ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کی طرف اور حضرت لوط علیہ السلام کا جو علاقہ تھا یہ کون سا علاقہ تھا یہ صدوم کا شہر تھا یہ اس علاقے کا مرکزی مقام تھا جہاں پر جا کر آپ آباد ہوئے تھے اور انہوں نے اپنی قوم کو توحید کی دعوت تو دی لیکن توحید کی ، رسالت کی ، آخرت کی دعوت کے ساتھ اور کیا دعوت دی؟ وہ لوگ ابتدا کرنے والے تھے "ہم جنس پرستی" کی۔ وہ عمل جس کو اللہ تعالیٰ حرام قرار دیتے ہیں تو ان کی قوم نے اس

عملِ کا آغاز کیا ہے تو اللہ رب العزت کیا فرما رہے ہیں کہ انہوں نے اپنے قوم سے کہا کہ **أَتَأْتُونَ ٱلْفَٰحِشَةَ** کہ کیا تم آتے ہو بدکاری کے لئے **وَأَنتُمْ تُبْصِرُونَ** جبکہ تم آنکھوں سے دیکھتے ہو تو حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی قوم کو کہا کہ تم کیسے ہو کہ آنکھوں دیکھے بدکاری کرتے ہو اتنا مکروہ عمل ہے اتنا گِھناؤنا عمل ہے اور تم یہ بے حیائی کا کام کرتے ہو۔ اس قوم کے اندر اور بھی بہت سی برائیاں تھیں جیسے ڈاکے ڈالنا مسافروں کو لوٹنا دوستوں سے خیانت کرنا عام جو اجتماع کی جگہ ہوتی تھی راستوں میں بھی یہ فحش باتیں کرتے تھے یہ فحش حرکات کرتے تھے بعض اوقات محفل میں بیٹھ کر بدفعلی کا ارتکاب کرتے تھے اور بالکل حیاء نہیں کرتے تھے ان پر کسی نصیحت کا کوئی اثر بھی نہیں ہوتا تھا تو حضرت لوط علیہ السلام ان کو منع کر رہے ہیں کہ یہ تم بہت برا فعل کرتے ہو اور آنکھوں دیکھا کرتے ہو اور فحش کام سے مراد کیا ہے؟ عملِ قومِ لوط پھر وہ اپنی قوم سے کہتے ہیں

آیت نمبر 55. أَئِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ ٱلرِّجَالَ شَهْوَةً مِّن دُونِ ٱلنِّسَآءِ ۚ بَلْ أَنتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ
ترجمہ۔ کیا تمہارا یہی چلن ہے کہ عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس شہوت رانی کے لئے جاتے ہو؟ حقیقت یہ ہے کہ تم لوگ سخت جہالت کا کام کرتے ہو"

أَئِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ ٱلرِّجَالَ کہ یہ تمہی تو ہو جو آتے ہو آدمیوں کے پاس **شَهْوَةً** شہوت کے لئے اپنی خواہش کو پوری کرنے کے لئے **مِّن دُونِ ٱلنِّسَآءِ** عورتوں کے سوا، عورتوں کو چھوڑ کر تو اب حضرت لوط علیہ السلام کی قوم جو **صدوم** اور **عمورہ** نامی بستیوں میں رہائش پذیر تھی ان کا عمل بتایا جارہا ہے کہ وہ کیسا گِھناؤنا عمل کرتی تھی اور آپ یہ بات پہلے بھی پڑھ چکیں ہیں اور آپ کو اس بات کا پہلے بھی پتہ ہے کہ مفسرین اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں کہ **مِّن دُونِ ٱلنِّسَآءِ** عورتوں کو چھوڑ کر اس کے ایک معنی کیا ہیں کہ وہ عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس جاتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے مرد کے لئے پھر (نکاح کے ذریعے)عورت کو پیدا کیا ہے اور دوسری بات کیا تھی کہ وہ لوگ مردوں سے وہ چیز چاہتے تھے جو کہ عورتوں کے پاس اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے رکھی ہوئی تھی۔ یہ ان کا ایک قبیح عمل تھا **بَلْ أَنتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ** بلکہ تم لوگ سخت جہالت کا کام کرتے ہو تو اس کے معنی کیا ہیں جیسے کسی کو کہا جاتا ہے کہ وہ جہالت پر اتر آیا۔ آپ پیچھے سورت الفرقان آیت 63 میں بھی پڑھ چکی ہیں۔ **وَإِذَا خَاطَبَهُمُ ٱلْجَٰهِلُونَ قَالُوا۟ سَلَٰمًا** تو جہالت کے معنی کیا ہوتے ہیں ایک تو حماقت کے ہوتے ہیں اور سفاہت (بے وقوفی) کے ہوتے ہیں مثلاً آپ بات کر رہے ہیں مخالف گالیاں دینے لگ گیا ہے بیہودہ باتیں کرنے لگ گیا ہے اس کے لئے بھی آتا ہے۔ بے علمی کے معنی میں بھی آتا ہے بری حرکات کے معنی میں بھی آتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اگر کسی کے اندر لذت کے لئے گِھناؤنا کردار پایا جائے تو اس کے لئے بھی آتا ہے ایک گندا کھیل وہ کھیلے اس کے لئے بھی آتا ہے بلکہ تم لوگ سخت جہالت کا کام کر رہے ہو۔ یہ اللہ کی نافرمانی ہے فطرت کے خلاف ہے اور اس کے علاوہ فطری اور جائز چیز کے موجود ہوتے ہوئے تم اپنی فطرت کو مسخ کر رہے ہو جذبات اور نفس سے اتنے مغلوب ہو چکے ہو کیونکہ جب انسان جاہل بنتا ہے تو اس کی عقل بالکل ہی ختم ہو جاتی ہے ہوش حواس بالکل ہی کھو بیٹھتا ہے عقل بالکل ہی ماؤف اور مغلوب ہو جاتی ہیں تو یہ بات ہے

آیت نمبر 56. فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِۦٓ إِلَّآ أَن قَالُوٓا۟ أَخْرِجُوٓا۟ ءَالَ لُوطٍ مِّن قَرْيَتِكُمْ ۖ إِنَّهُمْ أُنَاسٌ يَتَطَهَّرُونَ
ترجمہ۔ مگر اُس کی قوم کا جواب اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ انہوں نے کہا "نکال دو حضرت لوط علیہ السلام کے گھر والوں کو اپنی بستی سے، یہ بڑے پاکباز بنتے ہیں"

تو پس نہیں تھا ان کی قوم کا جواب **إِلَّآ** مگر یہ **أَن قَالُوٓاْ** **وہ** بول اٹھے کہ نکال دو حضرت لوط علیہ السلام کے گھر والوں کو اپنی بستی سے تو اب آپ دیکھ لیجئے کہ قوم کے لوگ یہ جانتے ہیں کہ ہم برائی کا کام کر رہے ہیں تو اب وہ کیاکہتے ہیں کہ حضرت لوط علیہ السلام اور ان کے گھر والوں کو اپنی بستی سے نکال دو اس کا مطلب کیا ہے کہ انہوں نے سوچا کہ حضرت لوط علیہ السلام اور آپ کے ساتھ جو ایمان لائے ہیں یہاں پہ **ءَالَ لُوطٍ** سے مراد آپ کے ساتھ ایمان لانے والے ہیں کہ ان کو بستی سے نکال باہر کیا جائے تا کہ ہمیں کوئی منع کرنے والا نہ ہو۔ کھلی بے حیائی کیا ہوتی ہے؟ انسان ایک تو چھپ کر برائی کرتا ہے کسی کو پتہ ہی نہیں چلتا اور ایک وہ کھلی بے حیائی کر رہا ہے گلیوں میں کر رہا ہے اب ہوتا کیا ہے کہ حق کے لئے کچھ لوگ اٹھ کر کھڑے ہوتے ہیں منع کرتے ہیں کہ یہ تم کیوں کر رہے ہو کیونکہ یہ محفلوں کے اندر بھی بد فعلی کرتے تھے تو لوگ منع کرتے تھے تو اب وہ چھوڑنے پر تو تیار ہی نہیں ہوتے تھے تو آخری چارہ کار پھر کیا تھا کہ کسی طرح یہ جو آوازِ حق ہے اس کو ختم کر دیا جائے۔ گلا دبا دیا جائے ان کو نکال دیا جائے تو انہوں نے کہا حضرت لوط علیہ السلام اور ان کے گھر والوں کو نکال دیا جائے کیوں **إِنَّهُمْ أُنَاسٌ يَتَطَهَّرُونَ** یہ بڑے پاکباز ،بڑے نیک بنتے ہیں تو انہوں نے اپنی قوم کے جذبات کو ابھارنے کے لئے بھڑکانے کے لئے کیا کہا کہ بس یہی گنتی کے چند لوگ رہ گئے ہیں یہی بڑے نیک بنتے ہیں باقی قوم بدمعاش ہی رہ گئی ہے تو جب کسی قوم میں برائی وباء کی شکل اختیار کر لے سب لوگ برے بن جائیں تو ان کو حق کی آواز زہر کا تیر لگتی ہے زہر آلود طعنہ لگتا ہے پھر وہ کیا کرتے ہیں کہ وہ یہ چاہتے ہیں کہ ایسی آوازیں بند کر دی جائیں ایسے گلے دبا دیئے جائیں ایسے لوگوں کو بستی سے نکال دیا جائے اور آج کے دور میں بھی آپ دیکھیں کہ نیکی سر چھپا کے چلتی ہے اور بدی دندناتی پھرتی ہے ،کھلی پھرتی ہے۔ اب اس میں کیا ہوتا ہے کہ اگر کسی بھی محفل میں آپ بے پردگی بے حیائی اور برائیوں کے خلاف آواز لگاتے ہیں آپ بات کرتے ہیں تو لوگ کہتے ہیں لو جی بڑے نیک آئے ہیں یہ ان کو بڑا پتہ ہے ہمیں کچھ نہیں پتہ تو اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ ہمیشہ ہر دور میں حق کی آواز کو دبایا گیا اور اس کو ہٹایا گیا اس کو ختم کیا گیا اور کسی بھی قوم کے زوال کی انتہا ہوتی ہے کہ جب وہ قوم سرِ عام برائی کرنے لگ جائے اور آپ دیکھیں کہ یہاں جو مغرب کی ترقی یافتہ قومیں ہیں یہاں بھی آپ کوکبھی کبھار ایسے مناظر دیکھنے کو ملتے ہیں پھر لوگ کیا کہتے ہیں لوگ یہ نہیں کہتے کہ یہ کر کیوں رہے لیکن لوگ کہتے ہیں کرنا ہی تھا تو تھوڑا سا ہٹ کر کہیں اور جا کر کیا جائے سامنے کر رہے ہیں تو یہ کیا ہے آپ سوچیں کہ اخلاقی حس میں زوال آتا چلا جاتا ہے انسان برائی کو برائی نہیں سمجھتا اور برائی کرنے والے نہیں شرماتے نیکی کرنے والے پھر ایک طرف ہو کر چلتے ہیں وہ اپنے آپ کو بچاتے ہیں وہ اپنے آپ کو چھپاتے ہیں اور جس دن آپ پہلی دفعہ شہریت لے کر یہاں پہ آئے تو اس وقت آپ لوگوں کو کیسے لگا ہوگا کہ آپ ائرپورٹ پہ اترے **استغفر اللہ، لا حَوْلَ وَلا قُوَّۃَ إلا باللہِ** دائیں دیکھا بائیں دیکھا آگے پیچھے پھر محفلوں میں شروع شروع میں بہت عجیب لگا آنکھیں نیچے نیچے آپ کرنے لگے اور عجیب دل کی کیفیت اور اپنا آپ ننگا ننگا لگا پھر وقت گزرتا چلا گیا پھر کیا ہوا ایک سانچے میں لوگ ڈھلنے لگے ایک رنگ میں لوگ رنگے جانے لگے پھر ایمانی کیفیت اور **ایمانی حس** کو زوال آنے لگا تو اصل بات کیا ہے کہ جب تک حق کی آواز نکالنے والے موجود ہوتے ہیں تو لوگ برائی کرتے ہوئے کچھ تو محسوس کرتے ہیں اور جب ان آوازوں کو بند کر دیا جائے ان لوگوں کو ہٹا دیا جائے تو پھر کیا ہوتا ہے کہ پھر کوئی کہنے والا نہیں کوئی روک ٹوک نہیں تو پھر جو مرضی کریں تو ان کا بھی یہی طریقہ تھا اور ہمیشہ سے یہی

طریقہ رہا جیسے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کو ہجرت پر مجبور کر دیا گیا اللہ تعالیٰ کہتے ہیں

آیت نمبر 57. **فَأَنجَيْنَٰهُ وَأَهْلَهُۥٓ إِلَّا ٱمْرَأَتَهُۥ قَدَّرْنَٰهَا مِنَ ٱلْغَٰبِرِينَ**

ترجمہ۔ آخر کار ہم نے بچا لیا اُس کو اور اُس کے گھر والوں کو، بجز اُس کی بیوی کے جس کا پیچھے رہ جانا ہم نے طے کر دیا تھا

فَأَنجَيْنَٰهُ وَأَهْلَهُۥٓ پس پھر ہم نے بچا لیا اس کو **وَأَهْلَهُۥٓ** اور اس کے گھر والوں کو **إِلَّا ٱمْرَأَتَهُۥ** سوائے اس کی بیوی کے **قَدَّرْنَٰهَا مِنَ ٱلْغَٰبِرِينَ** ہم نے مقدر کر دیا تھا ہم نے طے کر دیا تھا "**هَا**" کی ضمیر عورت کے لئے آئی ہے حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی کے لئے ہم نے اس کے لئے مقدر کر دیا تھا **مِنَ ٱلْغَٰبِرِينَ** کہ وہ بھی پیچھے رہ جائے گی ہم نے اس کا اندازہ باقی رہ جانے والوں میں کر ہی لیا تھا تو یہاں اس کے معنی کیا ہیں؟ پہلے ہی ہمیں اندازہ تھا یعنی تقدیرِ الٰہی میں تھا کہ وہ انہی پیچھے رہ جانے والوں میں ہوگی جو عذاب سے دوچار ہوں گے اب اس کا یہ مطلب نہیں کہ اللہ نے مقدر میں کر دیا تھا تقدیر میں اس کی لکھ دیا تھا اس لئے وہ پیچھے رہ جانے والوں میں ہوئی۔ یہ بات نہیں تھی بلکہ بات کیا تھی کہ اللہ تعالیٰ کو پتہ تھا کہ اس عورت کی ہمدردیاں اپنی کافر قوم کے ساتھ ہوں گی جب آزمائش ہوگی تو یہ نبی کا ساتھ نہیں دے گی جو اس کا اپنا شوہر ہے بلکہ کافر قوم کا ساتھ دے گی کیونکہ جتنے بھی تعلیم و تربیت کے مواقع تھے سب سے زیادہ تو اس عورت کو میسر آئے پیغمبر اس کے گھر میں تھا تعلیم و تربیت کے مواقع سے اس نے کوئی فائدہ نہ اٹھایا پیغمبر کی کوئی قدر نہ کی تو پھر اللہ تعالیٰ کے ہاں کیا تھا اس کے لئے انعام تھوڑی تھا اللہ کے ہاں اس کے لئے سزا تھی تو پتھر حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی کے تاک میں بھی تھے **قَدَّرْنَٰهَا مِنَ ٱلْغَٰبِرِينَ** **غَبَرَ** کے معنی کیا ہوتے ہیں جیسے آپ چلتے ہیں تو پاؤں کے پیچھے گرد و غبار رہ جاتا ہے تو جب حضرت لوط علیہ السلام اور ایمان لانے والے گئے تو یہ بھی اور ان کی قوم کے لوگ بھی سارے گرد و غبار کی طرح پیچھے رہ گئے

آیت نمبر 58. **وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِم مَّطَرًاۖ فَسَآءَ مَطَرُ ٱلْمُنذَرِينَ**

ترجمہ۔ اور برسائی اُن لوگوں پر ایک برسات، بہت ہی بری برسات تھی وہ اُن لوگوں کے حق میں جو متنبہ کئے جا چکے تھے

وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِم مَّطَرًا پھر ہم نے برسائی ان پر **مَّطَرًا** برسانا اور برسائی ان لوگوں پر ایک برسات۔ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ پھر ہم نے برسائی ان پر ایک بارش اور وہ بارش کیسی تھی؟ **فَسَآءَ مَطَرُ** بہت ہی بری بارش تھی اور وہ کیوں برسائی گئی **ٱلْمُنذَرِينَ منذر** کی جمع ہے وہ ان لوگوں پر برسائی گئی جو ڈرائے جا چکے تھے **ٱلْمُنذَرِينَ** جن کو ڈرایا تھا رسولوں نے آ کر پھر ان پر عذاب نازل ہوا تو اب آپ دیکھ لیجئے ان پر جو بارش آئی وہ پانی کی بارش نہیں تھی بلکہ کیا ہے سورت ہود آیت 82-83 سے پتہ چلتا ہے کہ **فَلَمَّا جَآءَ أَمْرُنَا جَعَلْنَا عَٰلِيَهَا سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّن سِجِّيلٍ مَّنضُودٍ (82) مُّسَوَّمَةً عِندَ رَبِّكَۖ وَمَا هِيَ مِنَ ٱلظَّٰلِمِينَ بِبَعِيدٍ (83)**اب جب ہمارا حکم آیا ہم نے اس بستی کو اُلٹ کر نیچے اوپر کر دیا اور ہم نے پتھر کے تہہ بہ تہہ کنکر برسائے جن پر تمہارے پروردگار کے پاس سے نشان لگے ہوئے تھے اور وہ بستی اہل مکہ سے کچھ دور تو نہیں ہے(قریب ہی ہے ان کے)۔ تو اصل بات کیا ہے کہ آپ سوچیں کہ پتھروں کی بارش اور ہر پتھر کو پتہ ہے کہ کس کو جا کر لگنا ہے تو یہ تھا **فَسَآءَ مَطَرُ** بری بارش

اور پھر جو لوگ ڈرانے کے باوجود اپنے عملوں کو بدلتے نہیں ہیں پھر اللّٰہ ان پر ایسی بارش برسایا ہی کرتا ہے اور پھر کیا کہا

آیت نمبر 59. قُلِ ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ وَسَلَٰمٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ ٱلَّذِينَ ٱصْطَفَىٰٓ ۗ ءَآللَّهُ خَيْرٌ أَمَّا يُشْرِكُونَ
ترجمہ۔ (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) کہو، حمد اللہ کے لئے اور سلام اس کے اُن بندوں پر جنہیں اس نے برگزیدہ کیا (اِن سے پوچھو) اللّٰہ بہتر ہے یا وہ معبود جنہیں یہ لوگ اس کا شریک بنا رہے ہیں؟

قُلِ ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہو حمد ہے اللّٰہ کیلئے تعریف اللّٰہ ہی کی ہے اب یہاں سے دوسرا خطبہ شروع ہوجاتا ہے اور یہ جو خطبہ شروع ہو رہا ہے تو **قُلِ ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ** یہ اس کی تمہید ہے۔ تمہید میں مسلمانوں کو کیا بات سکھائی گئی کہ کچھ بھی کرو **قُلِ ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ** تو اللّٰہ کی تعریف بیان کیا کرو مسلمانوں کو یہ سبق سکھایا گیا کہ تقریر کرو **ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ** کھانا کھاؤ **ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ** سو کر اٹھو **ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ** اللّٰہ کی حمد، اللّٰہ کی شکر گزاری تو اللّٰہ کے جو نیک بندے ہیں وہ یہی کام کرتے ہیں بات بات پر **ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ** اللّٰہ کا شکر ہے اور پھر کچھ لوگ ہوتے ہیں وہ کیا کہتے ہیں کہ لو جی یہ لوگ بھی کیا ہیں بات بات پر **ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ** ہی کرتے رہتے ہیں ان کو تو **ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ** کا زکام ہو گیا ہے (نعوذ باللّٰہ) ان کو اس کی بیماری لگ گئی ہے تو مذاق اڑاتے ہیں جو لوگ اللّٰہ کی حمد اور تعریف کرتے ہیں تو یہ حمد بیان کرنا ہے اپنے دل سے اپنی زبان سے اور اپنے عمل سے **وَسَلَٰمٌ** اور سلامتی ہے اور سلام ہے **عَلَىٰ عِبَادِهِ** ان بندوں پر **ٱلَّذِينَ ٱصْطَفَىٰٓ ۗ** جن کو اللّٰہ نے **ٱصْطَفَىٰٓ** چُن لیا ہے یعنی اللّٰہ کے لئے حمد ہے اور سلام ہے اللّٰہ کے اُن بندوں پر جن بندوں کو اللّٰہ نے **ٱصْطَفَىٰٓ** کر لیا **مصْطَفَىٰٓ** کر لیا۔ (چُننے کے لئے قرآن میں بہت سے الفاظ ہیں **اِجْتَبىٰ** بھی ہے **اِسْتَخْلَصَ** بھی ہے **اِصْطَنَعَ** بھی ہے **اِخْتَار** بھی ہے)تو **ٱصْطَفَىٰٓ** کے معنی کیا ہیں ؟اس کے معنی ہوتے ہیں پاک و صاف ہونا یعنی کسی کو پاکیزگی اور طہارتِ نفس کی وجہ سے چُن لیا جائے کسی چیز کا پاکیزگی کی بنا پر انتخاب کر لیا جائے تو اُس کو **ٱصْطَفَىٰٓ** کہتےہیں یعنی کسی کی پاکیزگی کی وجہ سے عقیدے میں پاکیزگی، عمل میں پاکیزگی، کردار میں پاکیزگی اللّٰہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ سلامتی ہے اُن بندوں پر جنہیں اُس نے برگزیدہ کیا تو اب یہاں پر کیا بات بتائی جا رہی ہے یہاں پر بتایا جا رہا ہے کہ یہ لوگ میرے بندوں کا مذاق اُڑاتے ہیں اپنی محفلوں سے ان کو نکالنا چاہتے ہیں لیکن اللّٰہ تعالیٰ کی ذات بڑی بے نیاز ہے تعریف بھی اُسی کی ہے اور سلامتی بھی اُسی کے بندوں کی ہے جن کا عقیدہ درست جن کا عمل درست اور وہ لوگ جو کہ اللّٰہ کو ماننے والے ہیں گویا کہ یہاں پر چنے ہوئے لوگوں سے مراد وہ لوگ جن کو اللّٰہ نے اپنی رسالت کے لئے چن لیا اور وہ لوگ جو بندوں کی رہنمائی کرتے ہیں کہ لوگ ایک اللّٰہ کی عبادت کریں تو آپ دیکھ لیں کہ جو اللّٰہ کے پیغمبر ہیں یا وہ لوگ جو آج کے دور میں بھی اللّٰہ کے دین کا کام کرتے ہیں لوگ تو ان کا مذاق اڑاتے ہیں اور اللّٰہ تعالیٰ کہہ رہے ہیں کہ ان بندوں پر سلامتی ہے یہ بڑا خوبصورت انداز ہے جو یہاں پر اللّٰہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے ایک طرف تو **ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ** کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اللّٰہ دنیا کو پیدا کر کے کہیں الگ جا کر بیٹھ نہیں گیا وہ لوگ جو اللّٰہ کی نافرمانی کرتے ہیں اللّٰہ کے عذاب کا کوڑا ان پر برس کر رہتا ہے اللّٰہ اپنے پیغمبروں کو بچایا کرتا ہے تعریف اللّٰہ کے لئے ہے اللّٰہ اپنی دنیا کی صفائی کرتا رہتا ہے۔ اللّٰہ کے عدل اور رحمت کی نشانیاں برابر دنیا میں نظر آتی رہتی ہیں سرکشی کرنے والوں کو سخت سزا اور اطاعت کرنے والوں کی اللّٰہ تعالیٰ مدد کرتا ہے **ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ۔ وَسَلَٰمٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ ٱلَّذِينَ ٱصْطَفَىٰٓ ۗ** اور دوسری بات کیا ہے کہ وہ بندے جو اللّٰہ کے چنے ہوئے ہیں اللّٰہ کے رسول ،اللّٰہ کے پیغمبر اور آج کے دور کے داعی وہ سارے بندے کیسے ہیں؟ کہ ان پر سلامتی ہے کیونکہ وہ بہت اچھا کام کرنے والے ہیں آپ سوچیں اللّٰہ تعالیٰ کہہ رہے ہیں کہ وہ اچھا کام کرنے والے ہیں پھر اللّٰہ

تعالیٰ نے ایک سوال رکھا ہے کہ یہ لوگ جو شرک کرنے والے ہیں محمد ﷺ ان سے پوچھو **ءَآللَّهُ خَيْرٌ أَمَّا يُشْرِكُونَ** اللّٰہ بہتر ہے یا وہ معبود جنہیں یہ لوگ اس کا شریک بنا رہے ہیں ایک طرف توحید ہے اور دوسری طرف شرک ہے ایک طرف ایمان لانے والے لوگ ہیں دوسری طرف مکہ کے اندر شرک کرنے والے ہیں تو اللّٰہ تعالیٰ کہہ رہے ہیں کہ ان سے پوچھو کہ یہ زیادہ اچھے ہیں یا پھر ایمان لانے والے ایک اللّٰہ کی عبادت زیادہ ٹھیک ہے یا بہت سے معبودوں کی تو یہاں پر کیا سوال ہمارے سامنے رکھا گیا ہے کہ دنیا میں اللّٰہ کی قدرت کے کرشمے ہیں اللّٰہ تعالیٰ ایک ایک کام پر انگلی رکھ کر پوچھتے ہیں بتاؤ یہ کس نے کیا یہ کس نے کیا یہ کس نے کیا آپ مزید آگے سورت النمل میں پڑھیں گی اپنے کارناموں کا اللّٰہ ذکر کرتے ہیں اپنے کرشمے اپنی قدرتوں کا اور ایک ایک کو رکھ کر پوچھتے ہیں بتاؤ یہ میں نے کیا اللّٰہ نے کیا یا پھر تمہارے معبودوں نے بتاؤ پھر کیا ہونا چاہئے کس کی عبادت اور کس کی بندگی پھر تم کیوں شرک کرتے ہو؟ تو یہی سوال ہے یہاں پر تم پوچھو اللّٰہ بہتر ہے یا وہ معبود جنہیں یہ لوگ اس کا شریک بنا رہے ہیں۔ تو توحید کا پیغام ہے اطاعت کا پیغام ہے بندگی کا پیغام ہے اللّٰہ کے آگے جھکنے کا پیغام ہے دلوں کے اندر اللّٰہ کا ڈر اور تقویٰ اختیار کرنے کا پیغام ہے ملکۂ سبا کی طرح حقیقت منکشف ہونے پر آگے بڑھنے کا پیچھے ہٹنے کا نہیں اور سر ہٹانے کا نہیں سر جھکا دینے کا پیغام ہے۔ فرعون بننے کا نہیں ملکۂ سبا کی طرح توحید کا علی الاعلان اقرار کرنے کا پیغام ہے۔ تو یہ وہ سب پیغام ہیں جو میرے اور آپ کے نام ہیں آئیے شکر اختیار کریں آئیے توحید اختیار کریں آئیے اطاعت اختیار کریں آئیے اپنی زندگی سے گناہوں کے جو راستے ہیں ان کو ہمیشہ کے لئے پاٹ دیں ان کو ختم کر دیں کبھی مڑ کر بھی نہ دیکھیں اور ایک شوق ایک لگن ایک محبت ایک پیار ایک جان کے ساتھ اس دھرتی پر جو کفر کی دھرتی ہے حضرت لوط علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کی طرح بن کر اللّٰہ کے بہترین پیغمبروں کا کردار ہم اپنائیں اور اللّٰہ کی زمین پر اللّٰہ کے توحید کے پرچم کو بلند کر دیں اللّٰہ تعالیٰ مجھے اور آپ سب کو بہترین عمل کی توفیق عطا کریں

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ نَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ نَسْتَغْفِرُكَ وَنَتُوْبُ إِلَيْكَ